مسجد: امتِ مسلمہ کے نشاط اور روحانی وفکری رہنمائی کا مرکز

حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ
اُردو ترجمہ وترتیب: مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

محدث العصر حضرت بنوریؒ نے یہ وقیع مقالہ رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے منعقد کی گئی کانفرنس ''مؤتمر رسالة المسجد'' کے لیے عربی زبان میں تحریر فرمایا تھا، یہ کانفرنس رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ مطابق ستمبر ۱۹۷۵ء میں پانچ روز جاری رہی۔ موضوع کی مناسبت سے حضرت بنوریؒ نے اس مقالہ میں مسجد کی اہمیت وفضیلت کے ساتھ ساتھ امام وخطیب کی ذمہ داری کو بھی اجاگر فرمایا۔ عنوان کی اہمیت کے پیش نظر اس مقالہ کا اُردو ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

الحمد للّٰہ الذی جعل المساجدَ لإعلاء کلمةِ اللّٰہ وإقامةِ التوحید ، والصلاةُ والسلامُ علی سیدنا محمدٍ خَاتَمِ النبیین الذی بنی المساجدَ أساساً لفلاحٍ وخیرٍ و إرشادِ العبید، وعلی آلہٖ وصحبہٖ الذین شَیَّدُوْا معالمَ التوحید ، ورفعوا رأیاتِ مجدِ الإسلام ؛ فخاب کلُّ جبار عنید ، أمّا بعد :

شریعت اسلامیہ کا یہ حسن ہے کہ اس کا پیش کردہ ہر نظام جس مرتب انداز پر اُستوار ہے، وہ خوبی وکمال کی اتنی نوعیتیں اپنے اندر سمویا ہوا ہے کہ انسانی عقل اس کے پیش کردہ نظام سے بہتر اور مکمل نظام کا تصور بھی نہیں کرسکتی، پس پنجگانہ نمازیں جو امت پر روزانہ فرض ہیں، بلا شبہ ایسی عبادت ہے جو خالص اللہ کی رضا کے لیے ہے۔ ان نمازوں کے مکمل ثمرات اور عمدہ برکات عظیم اجروثواب کی صورت میں تو جنت میں ہی ملیں گی، جہاں کی نعمتیں بے مثل وبے نظیر ہیں۔ ہر نماز کے لیے اذان جیسے عظیم الشان مسنون عمل کے ذریعے لوگوں کو جمع کرنے کا حسین طریقہ مقرر کیا گیا، پھر ان نمازوں کے لیے خاص جگہیں ہیں، جن کا نام مساجد رکھا گیا۔ یومیہ پانچ مرتبہ لوگوں کے اس طرح جمع ہونے سے جہاں امتِ مسلمہ کے روحانی اجتماع کا باعث بنا، وہیں اس کے ذریعے باہمی تعارف، الفت ومحبت، اور افرادِ امت کو ایک دوسرے سے قریب ہونے کا موقع بھی فراہم کیا گیا۔

پھر محلّہ کی مسجد میں ہونے والے اس پنج وقتہ اجتماع کے دائرے کو جامع مسجد کے ذریعے مزید وسعت دی گئی۔ شکرانے اور خوشی کے دو تہواروں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لیے کھلے میدان میں باجماعت نماز کا اجتماع مقرر کر کے اس دائرے کو مزید کشادہ کیا گیا، اور پھر ان تمام اجتماعات سے بڑھ کر حج بیت اللہ کا اجتماع مقرر کیا گیا۔ اگر امتِ مسلمہ کی جانب سے کما حقہ قدر دانی ہو تو شریعت کا عطا کردہ ہر نظام مسلمانوں میں دینی، اجتماعی اور ثقافتی روح بیدار کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، اور اہل اسلام کو قدر دانی پر آمادہ کرنا چنداں مشکل نہیں۔ یہ مقصد ترغیب و ترہیب، وعظ و نصیحت اور قدر دانی کرنے والوں کے اجرِ عظیم کا بار بار تذکرہ کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے، اور اس طرح شوق دلا کر اگر لوگوں کو عمل پر آمادہ کیا جائے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ جو شخص ان حقائق کو اچھی طرح جانتا اور سمجھتا ہو اور بلند کردار کا طالب ہو، وہ اُسے جاننے کے بعد بھی احکام اسلام کی پاسداری نہ کرے۔ جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی کے لیے ان بابرکت مساجد کا نظام وہ نظام ہے کہ انسانی عقل اس سے ارفع اور بہتر نظام کو سوچ ہی نہیں سکتی۔

اس نظام کی مندرجہ ذیل بنیادی خصوصیات ملاحظہ کیجیے:

توحید، رسالت، آخرت اور نماز کی طرف دعوت

ایک شخص ایک سے زائد مرتبہ اللہ کی عظمت و جلالت اور اللہ کی توحید بیان کرتا ہے، اور حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کا اعلان کرتا ہے، پھر لوگوں کو نماز کی دعوت دیتا ہے جو ہر قسم کی ہدایت اور بھلائی کا منبع ہے، پھر اسی طرح اخروی کامیابی کی دعوت بھی دیتا ہے، اور بقول علامہ راغب اصفہانیؒ کے جس کامیابی کی بقاء کو فنا کا، جہاں کی مالداری کو فقر کا، اور جہاں ملنے والی عزت کو ذلت کا کوئی اندیشہ نہیں، وہاں کا علم ہر جہل سے مبرا ہے۔ (المفردات فی غریب القرآن، مادہ: فلح، ص: ۳۸۵، المطبعۃ المیمنیۃ، مصر)

اس پر مزید اضافہ کیجیے کہ وہاں کی راحت میں تکان کا گزر نہیں۔ اس جامع اور انوکھی دعوت کو دیکھیے، پھر یہ بھی ذہن میں رہے کہ اس آواز کو مسلمانوں کے گوش گزار کرنے کے لیے منار اور منبر جیسے وسائل کا انتخاب کیا گیا، جن میں آج کی سائنسی پیش رفت کے بعد لاؤڈ اسپیکر اور مائیک کا بھی اضافہ ہو چکا ہے۔ اس اہمیت کے ساتھ مسجد میں آنے کی دعوت خود ایک عجیب شان رکھتی ہے۔

مسجد کی اہمیت قرآن کریم کی روشنی میں

قرآن کریم کی وہ آیات جن کا مسجد اور اس کے بنیادی اہداف و مقاصد کے بیان سے تعلق ہے، وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مساجد توحید خداوندی اور اسلام کی دعوت کے مراکز ہیں، اور دین میں اخلاص پیدا کرنے کا سرچشمہ ہیں، نیز ان کی آبادی اللہ کے ذکر، نماز اور عبادت سے ہوتی ہے، باری جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

’’وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ أَحَداً‘‘۔ (الجن:۱۸)

’’اور یہ کہ مسجدیں اللہ کی یاد کے واسطے ہیں، سومت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو‘‘۔(ترجمہ شیخ الہند)

یہ آیت مسجد میں توحید کا پرچار کرنے اور مساجد کو ہر نوع کے شرک سے دور رکھنے کی ہدایت کرتی ہے۔

باری جل شانہٗ کا ایک اور فرمان ہے:

’’وَأَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ‘‘۔(الاعراف:۲۹)

’’اور سیدھے کرو اپنے منہ ہر نماز کے وقت اور پکارو اس کو خالص اس کے فرمانبردار ہوکر‘‘۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

یہ ارشاد مساجد میں اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے اور اخلاص کے منافی ہر عمل سے بچنے کی ہدایت دیتا ہے۔

باری جل شانہٗ کا ایک اور فرمان ہے:

’’فِيْ بُيُوْتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ‘‘۔ (النور:۳۶)

’’ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا ان کو بلند کرنے کا‘‘۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

جمہور مفسرین کی رائے کے مطابق یہ آیت مساجد کے مقاصد کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

مسجد کے فضائل واہمیت احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں

مزید براں فضائل پر نظر ڈالیں: مساجد کی طرف پیش قدمی کے لیے اُٹھنے والے ہر قدم کے بدلے ایک درجے کی بلندی اور ایک خطا کی معافی کا وعدہ کیا گیا، ہر صبح وشام مسجد کی طرف جانے کے بدلے جنت میں صبح وشام کی خاص مہمان نوازی کا اعلان کیا گیا، جیسا کہ صحیح حدیث میں منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’جو شخص مسجد کی طرف صبح کے وقت، یا شام کے وقت جاتا ہے، اللہ جل شانہٗ اس کے لیے جنت میں ہر صبح اور ہر شام مہمان نوازی فرمائیں گے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب فضل من خرج الی المسجد ومن راح، ۱/۹۱، ط: قدیمی)

اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے تو جب تک وہ اپنے مصلے پر باوضو رہے فرشتے اس کے لیے یوں دعا کرتے رہتے ہیں: ’’اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اے اللہ! اس پر رحم فرما‘‘۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوۃ وفضل المساجد، ۱/۹۰، ط: قدیمی)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ’’جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو خوب چرو، سوال کیا گیا کہ: جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مساجد‘‘۔ (سنن الترمذی، ابواب الدعوات، باب، ۲/۱۹۱، ط: قدیمی)

اسی طرح مساجد کی تقدیس وتعظیم، اسلام میں مساجد کی بلند شان اور مسجد میں داخل ہونے

والے شخص کے لیے ثواب اور اجرِ عظیم کی بشارتوں کے سلسلے میں کئی روایات منقول ہیں۔

مسجد، کتاب وسنت کی تعلیم وتربیت کا مرکز

اسلام کی عظیم الشان تاریخ ہمیں مسجد نبوی میں حضور ﷺ کی حین حیات قائم ہونے والے دینی تعلیم کے حلقوں کا پتہ دیتی ہے، یہ تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ فقراء اصحابِ صفہؓ حضور ﷺ کے کلام مقدس کو سننے اور یاد کرنے کے لیے جمع ہونے والا پہلا قافلۂ علم تھا۔ یہ حضرات مسجد نبوی اور صفہ ہی میں رہتے، تاکہ قرآن کی کوئی آیت جو بصورتِ وحی آپ ﷺ پر نازل ہو یا آپ ﷺ کا اپنا کوئی فرمان گرامی سننے سے رہ نہ جائے۔ ان میں وہ قراء کرام بھی تھے جنہیں بئر معونہ پر رعل، ذکوان اور عصیہ نامی قبائل کے افراد نے دھوکہ سے شہید کیا، اور آپ ﷺ نے ان قبائل کے خلاف ایک مہینے تک فجر کی نماز میں قنوتِ نازلہ کے ذریعے بددعا فرمائی۔ انہی اصحابِ صفہؓ میں وہ لوگ بھی تھے جن کے بارے میں حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے اصحابِ صفہؓ میں سے ستر افراد ایسے دیکھے ہیں کہ ان میں سے کسی کے پاس تن ڈھانکنے کے لیے مکمل کپڑا نہ ہوتا تھا، یا ازار ہوتی یا بڑی چادر ہوتی جس کو گردن پر باندھ لیتے، کسی کی یہ چادر نصف پنڈلی تک پہنچتی، کسی کی ٹخنوں تک پہنچتی، تو وہ اس چادر کو سمیٹ سمیٹ کر بیٹھ جاتے، مبادا ستر ظاہر ہوجائے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب نوم الرجال فی المسجد، ۱/۶۳، ط: قدیمی)

انہی اصحاب صفہؓ میں سے جو نبی کریم ﷺ کے شاگرد تھے، ایک انتہائی باکمال اور باصلاحیت عبقری شخصیت حضرت ابوہریرہؓ کی تھی، آپؓ کا شمار حفاظِ حدیث صحابہؓ میں ہوتا تھا۔ عہد نبوت کے صرف تین سالوں میں آپؓ نے علوم حدیث کے وہ عظیم خزانے حاصل کیے جن کی کثرت نے ایک عالم کو انگشت بدنداں کردیا، آپؓ کی نبی کریم ﷺ سے روایت کردہ احادیث جو ہم تک پہنچی ہیں، ان کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) ہے، یہ ایک بڑی تعداد ہے اور ''صحیح بخاری'' کی مکررات کو حذف کرکے بقیہ روایات سے زیادہ ہے۔

صرف مسجد نبوی اور مسجد حرام ہی کیا، دنیا میں جہاں کہیں بصرہ، کوفہ، بغداد، شام، وغیرہ ممالک فتح ہوئے تو وہاں مساجد کی تعمیر عمل میں آئی۔ یہ مساجد بھی درس وتدریس کے مراکز تھے، یہ مراکز بڑی بڑی جامع مساجد میں قائم تھے، گویا علم کے چشمے تھے جو اُبل پڑے تھے اور فراوانی سے بہہ رہے تھے۔ عراق کی فتح کے بعد جامع مسجد کوفہ سب سے پہلی مسجد تھی، جس کی بنیاد حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے رکھی تھی، یہ مسجد احادیث نبویہ کی تعلیم کا مرکز تھی، جہاں براء بن عازبؓ پہلے صحابی تھے جنہوں نے احادیث نبویہ کی تعلیم شروع فرمائی۔ اسی طرح بعد کے ادوار میں بھی مساجد دین کی درسگاہیں ہی ہوا کرتی تھیں، ان میں سب سے زیادہ شہرت قاہرہ کی جامع ازہر، تیونس کی جامع زیتونہ اور اندلس کی جامع قرطبہ کو حاصل ہوئی۔ ان کے علاوہ بھی کئی ایسی جامع مساجد تھیں جو کہ علوم اسلامیہ کی باقاعدہ

یونیورسٹیاں تھیں، جن سے علم کے چشمے جاری تھے، جن سے نکلنے والی نہریں کرۂ ارض کے مختلف گوشوں میں پھیل چکی تھیں، اور ان نہروں سے چھوٹے بڑے سبھی اہل علم مستفید ہو رہے تھے۔ ان تاریخی روایات کو مدنظر رکھ کر یہ بات بجا طور پر کہی جاسکتی ہے کہ اسلامی سلطنت وسطوت کے زمانے میں عرب و عجم کے جس شہر میں بھی کوئی مسجد قائم ہوئی، وہ کتاب وسنت کی تعلیم کا مرکز بھی رہی ہے۔

ان مبارک تاریخی نقوش کی روشنی میں اب ہم قارئین و حاضرین، ائمہ وخطبا کی خدمت میں مساجد کے لیے چند اصول وضوابط پیش کرتے ہیں، تاکہ پنج وقتہ نماز کے لیے مسجد میں آنے والا ہر شخص شریعت کے نظامِ مساجد سے فائدہ اٹھاسکے۔

امام مسجد کے اوصاف

۱- ہر مسجد کے لیے ایک سمجھ دار، بیدار مغز، فاضل عالم دین بطور امام مقرر کیا جائے۔

۲- جو نمازیوں کی اچھی طرح تربیت اور انہیں دینی تعلیم سے روشناس کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۳- نیز یہ امام قرآن کریم کو درست تجوید کے ساتھ پڑھنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہو۔

۴- اور اچھے اخلاق سے بھی آراستہ ہو۔

اِمام درسِ قرآن کی تیاری کس طرح کرے؟

۱- ہر امام کو چاہیے کہ وہ نماز فجر کے بعد درس قرآن کا سلسلہ شروع کرے۔

۲- جس میں نمازیوں کو قرآن کریم کے مطالب اس اسلوب سے ذہن نشین کروائے جو ان کے فہم اور مستویٰ کے مطابق ہو۔

۳- ایسی باتیں جو ان کے لیے کارآمد نہ ہوں، مثلاً: لغت، اعراب وترکیب کی باریکیاں، یا بے فائدہ توجیہات وتاویلات، وغیرہ میں ہرگز نہ پڑے۔

۴- بلکہ قرآن کریم کے اہم پہلوؤں پر اکتفا کرتے ہوئے قرآن کریم کے مطالب و مقاصد کو عمدہ اور نفع مند اسلوب کے ساتھ واضح کرے، کیونکہ امت کے آخری لوگوں کی اصلاح کا بھی وہی طریقہ ہے جو طریقہ اول امت کی اصلاح کے لیے نبی کریم ﷺ نے اختیار فرمایا تھا۔

۵- امام کو چاہیے کہ درس کے دوران آیات کے ترجمہ وتفسیر کی مناسبت سے نمازیوں کے عقائد کی درستگی، اور ان کے معاملات کی اصلاح کی طرف بھی بھرپور توجہ کرے۔

۶- درس کے لیے مختصر وقت مقرر کیا جائے، یہ وقت کم سے کم پندرہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ ہو، تاکہ عوام کو اُکتاہٹ نہ ہو، اور درس میں شرکت کی پابندی ہوسکے، اس لیے کہ بہترین عمل وہی ہے جو ہمیشگی اور مستقل مزاجی سے کیا جائے، اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

درسِ حدیث کا اہتمام اور اس کی تیاری

۱- مناسب ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد درس حدیث کا اہتمام کیا جائے۔

۲- درس حدیث کے لیے عمدہ اور مفید کتب مثلاً: امام نوویؒ کی ''ریاض الصالحین'' یا امام منذریؒ کی ''الترغیب والترھیب'' کا انتخاب ہو۔

۳- اس درس میں ان اختلافی مسائل کا تذکرہ جس سے نمازیوں کو فکری تشویش لاحق ہو، نہ کیا جائے۔

۴- درس حدیث کا بنیادی ہدف نمازیوں کی روحانی اصلاح اور ان کے دل ودماغ کی پاکیزگی کی کوشش ہو۔

۵- اس درس کا وقت کم از کم آدھا گھنٹہ مقرر کیا جائے، اور فجر کے بعد کا وقت اس کے لیے مناسب ہے، اس لیے کہ یہ فراغت وفرصت کا وقت ہوتا ہے۔

۶- اس طرز پر تعلیمی سلسلے جاری رکھنے کی صورت میں ہر مسجد ایک دینی مدرسے کی صورت اختیار کرلے گی۔

عام فہم اسلامی فقہی احکام سے متعلق نصاب

۱- ایک خاص نصاب مقرر کیا جائے، جس میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، وغیرہ بنیادی عبادات کے فقہی احکام کا انتخاب ہو۔

۲- فجر کے علاوہ چاروں نمازوں میں سے کسی ایک نماز میں کم از کم پانچ منٹ اس نصاب کی تعلیم کے لیے متعین کیے جائیں، تاکہ نمازیوں کو ان عبادات کے احکام سے بھی ایک گونہ واقفیت ہوجائے۔

خطبۂ جمعہ اور تقریر کی تیاری

۱- جامع مسجد جہاں جمعہ وعیدین کی نمازیں بھی ادا کی جاتی ہوں، وہاں کے خطیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے خطبے میں عالمی اسلامی مسائل کو لے کر امت مسلمہ کی حالیہ ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں بات کرے۔

۲- اسی طرح خطیب کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اس خطبے کو اچھی طرح تیار کرے، ایسے الفاظ کا چناؤ کرے جو اصلاح قلب کے لیے مؤثر اور مفید ہوں۔

۳- نیز خطبہ معتدل انداز کا ہو، نہ اس قدر اختصار ہو کہ مقصود حاصل نہ ہوسکے، نہ موضوع سے ہٹ کر غیر ضروری باتوں کی تطویل ہو کہ سننے والے اُکتا ہی جائیں۔

۴- یہ بھی خیال رہے کہ خطبے میں ایسے اختلافی مسائل کو نہ چھیڑا جائے جو امت میں عرصہ دراز سے اختلافی ہی چلے آرہے ہیں۔

۵- خطیب کو چاہیے کہ وہ اہمیت کے حامل فقہی احکام اور دین کے بنیادی مسائل کے بیان ہی پر اکتفا کرے۔

۶- خطیب کی دعوت ایسی حکیمانہ ہو کہ سننے والوں کے دلوں کو چھو جائے۔

۷- ساتھ ساتھ کتاب وسنت کے دلائل سے مؤید بھی ہو، تاکہ سامعین مطمئن رہیں، اور یہ سمجھ سکیں کے دین اسلام ہی وہ آسمانی مذہب ہے جو انسان کی نیک بختی اور سعادت کا ضامن ہے، یہی وہ دین فطرت ہے جس سے انسان کا بنایا ہوا کوئی نظام مستغنی نہیں ہوسکتا، اور امریکی ویورپی تہذیب کی کجی اور بگاڑ کی اصلاح صرف اور صرف صحیح اسلام اور شریعت محمدیہ پر عمل کرنے ہی میں ہے۔ دین اسلام ہی سب سے بہتر دینی و اقتصادی نظام ہے، جو فرد و جماعت، مادی و روحانی تمام شعبہ جات کو حاوی ہے۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خطیب ان موضوعات کا انتخاب کرے جو معاصر ضرورتوں میں سے اہمیت کے حامل ہوں۔

جمعہ کا خطبہ مسنونہ غیر عربی زبان میں بدعت اور فتنہ ہے

اگر سامعین عربی زبان جاننے والے نہ ہوں تو ان کے لیے مناسب یہ ہے کہ خطبۂ جمعہ بلکہ اذان سے پہلے خطبے کے موضوع کو سامعین کی زبان میں بطور خلاصہ پیش کر دیا جائے۔ جمعے کا خطبہ صرف عربی زبان ہی میں دیا جائے، اس لیے کہ عہد نبوی ہی سے امت کا یہ معمول رہا ہے کہ جمعہ وعیدین کے خطبے عربی زبان ہی میں دیے جاتے رہے ہیں، اس لیے کہ عربی زبان قرآن اور اسلام کی زبان ہے، غیر عربی زبان میں خطبہ کسی صورت مناسب نہیں، اس لیے کہ عہد صحابہؓ میں فارس وروم کے علاقے جب فتح ہوئے تھے، اس وقت بھی خطبۂ جمعہ کی زبان عربی ہی رہی۔ اسی طرح تمام خطبات کی اصل روح باری عز اسمہ کا ذکر ہے، جہاں تک خطبے کے ذریعے وعظ ونصیحت کی بات ہے تو وہ ثانوی چیز ہے، یہی وہ نکتہ ہے جس کی پوشیدگی کے باعث بہت سے لوگوں کو یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ سامعین کی زبان کے علاوہ کسی زبان میں خطبہ دیا جائے، حالانکہ خطبہ ایک عبادت ہے، اس کی نوعیت ان عام خطبوں کی مانند نہیں جو عام محافل ومجالس میں سامعین کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ بلکہ اگر لوگوں کے اس تعجب کے دائرے کو وسیع کیا جائے تو یہ معاملہ صرف خطبے تک محدود نہیں رہے گا، بلکہ یہ نماز تک وسیع ہو جائے گا، اس لیے کہ غیر عربی دان کے لیے وہ بھی ایک مختلف زبان میں مناجات ہوگی، اس طرح یہ فتنہ بڑھتا ہی رہے گا۔ امریکہ ویورپ کے کئی ممالک میں یہ فتنہ پھیل گیا ہے، چنانچہ وہاں ائمہ سامعین ہی کی زبان میں خطبہ دیتے ہیں، یہ ایک بدعت ہے جس کی پیروی کسی صورت نہیں کی جانی چاہیے، اللہ ہمیں اس فتنے سے محفوظ رکھے۔ بلکہ ہمارے علاقوں میں تو نماز کو اردو زبان میں ادا کرنے کا فتنہ پیدا ہو چکا ہے، اور اہل علم اس فتنے کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

ملازمت وتجارت پیشہ حضرات کو دین سے قریب کرنے کا ذریعہ

خلاصہ یہ ہے کہ اگر مساجد میں ان اصولوں کی رعایت رکھی جانے لگے، تو ان بالغ

نمازیوں کے لیے جو اپنی مصروفیات کی وجہ سے باقاعدہ مدارس میں پڑھ نہیں سکتے، اسی طرح ان کاروبار پیشہ افراد کے لیے بھی جو بازاروں میں کاروبار میں مصروف رہتے ہیں، نیز اس ملازمت پیشہ طبقے کے لیے جو حکومتی اداروں میں ملازمت کے باعث فرصت نہیں پاتے، یہی مساجد دینی درسگاہیں ثابت ہوں گی۔ نوجوانانِ امت جن کا دین دار طبقے اور دینی تعلیمی اداروں سے تعلق ٹوٹ چکا ہے، ان کو دینِ اسلام کی روح سکھانے اور سمجھانے کے لیے یہ ایک بہترین طریقہ کار ہوگا۔

اس کے ساتھ ساتھ اگر ہم عام گلی کوچوں اور بازاروں کے لیے لاؤڈ اسپیکر وغیرہ جدید وسائل بھی استعمال کریں تو یہ نظام ان مردوں اور عورتوں کے لیے بھی جو گھروں ہی میں رہتے ہیں (مسجدوں کی طرف رخ نہیں کرتے) بیک وقت اصلاح کے لیے مفید ہوسکتا ہے، تاکہ وہ بھی چند لمحوں پر محیط اس درس کی طرف راغب ہوں اور تربیت کا دائرہ بڑھتا ہوا ان عورتوں اور بچوں کو بھی شامل ہوجائے جو گھروں میں رہتے ہیں، خطیب کو چاہیے کہ اس کے لیے بھی خالص ایسے تربیتی موضوعات اختیار کرے جیسے موضوعات ٹیلیوژن اور ریڈیو وغیرہ پر دیے جانے والے دروس کے لیے منتخب کیے جاتے ہیں۔ اس طرح مساجد کا یہ نظام جدید وسائل وآلاتِ نشر واشاعت کی مدد سے ایک عمدہ ترین، انتہائی نفع بخش اور تربیت کے تمام گوشوں کو بیک وقت احاطہ کیے ہوئے نظام کی صورت میں نمایاں ہوگا، لیکن بہر حال توفیق وانعام دینے والی ذات تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی کی ہے۔

الغرض نمازوں کے اجتماعات کے ساتھ ساتھ یہ مساجد دراصل توحید کی طرف دعوت کا عنوان ہیں، تبلیغِ دین کا عنوان ہیں، احکامِ شریعت کی تعلیم کا عنوان ہیں، اور فکری تربیت، قلبی اور روحانی اصلاح کا عنوان ہیں، جیسا کہ پچھلے وقتوں میں یہی مساجد قضاء، افتاء اور عدالتی فیصلوں کا بھی عنوان ہوا کرتی تھیں۔

اخیر میں، میں رابطہ عالم اسلامی کے صدر اور ان کے رفقائے کار کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ائمہ مساجد کی بیداری اور ان کے منصب کی رفعت پر تنبیہ کے لیے ہدایات پیش کرنے کی غرض سے اس مجلس کا انعقاد کیا، بلا شبہ اگر اسلامی ممالک میں مساجد کا یہ نظام واقعی متحرک اور فعال ہوجائے تو یہ ایک بہترین کاوش ثابت ہوگی۔

اللہ جل شانہٗ سے دعا ہے کہ وہ رابطہ عالم اسلامی کے اربابِ حل وعقد، خصوصاً محترم صدر رابطہ عالم اسلامی کو اسلام، ملتِ اسلامیہ، علم اور اہلِ علم کی اس سے بڑھ کر خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے، اور مجلس رابطہ عالم اسلامی کو اسلام واہلِ اسلام کے لیے خیر وبھلائی کی نوید بنائے۔ اللہ ہی دعاؤں کو سننے اور قبول کرنے والا ہے۔

☆☆☆